

بین المذاہب مفاہمت کا اسلامی تصور اور اس کا عصری تناظر: مولانا محمد تقی امینی کے فقہی منہج کا خصوصی مطالعہ  
 Contemporary Concept of Inter Religious Harmony: Analytical  
 Study of *Mawlana Muhammad Taqi Amini's* Thought

Muhammad Shahid

*Lecturer Govt. Millat Associate Degree College Multan*

Dr. Muhammad Amjad

*Associate Professor, Department of Islamic Studies BZU, Multan*

**Abstract**

*Mawlana Muhammad Taqi Amini* (1926-1991) is considered among the prominent Muslim Jurisprudents of the sub-continent. He has discussed the contemporary problems faced by Islam. The present article on the modern jurisprudential matter is a reflection of his vast study and understanding of facts. The problems which came on the surface in the context of inter-religious harmony and multi-cultural sub-continent require that this serious matter be the subject of discussion and thought. *Mawlana Muhammad Taqi Amini* has discussed this matter in a fine way which covers all the aspects of this sensitive matter. In the light of his sagacity an ideal society can be formulated in the sub-continent even in the presence of different religions.

**Key Words:** Amini, thoughts, religions, harmony

تمہید

دنیا کا نظام باہمی بقا اور تعاون کے اصول پر رواں دواں ہے۔ کائنات میں موجود ہر چیز (جاندار وغیرہ جاندار) ایک دوسرے کی مددگار اور تعاون کے جذبے سے لبریز ہے۔ بقائے باہمی اور ضروریات زندگی کی فراہمی کا سارا دار و مدار اپنے اپنے فرائض کو درست طریقے سے پورا کرنے میں ہے۔ ہر چیز کا اپنے اپنے دائرہ کار میں رہنا اس کائنات میں امن و سکون کا ضامن ہے۔ اختلاف اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے جانداروں میں اختلاف ایک فطری عنصر ہے۔ حتیٰ کہ ایک درخت پر اگنے والے پھل میں رنگ اور ذائقہ کا اختلاف موجود ہے۔ اسی طرح انسان جو اس کائنات کا کل پرزہ ہے وہ بھی اس فطری جذبہ سے

مبرا نہیں ہے۔ رنگ و نسل، زبان، تہذیب اور علاقائی اختلافات کے ساتھ ساتھ عادات و سمان غرض زندگی کے ہر گوشہ میں یہ اختلاف موجود ہے۔ مذہب کسی بھی انسان کی زندگی گزارنے کا نصاب ہے۔ بنیادی اور پختہ نظریات کی بنیاد پر اعمال و توقع پذیر ہوتے ہیں۔ برقی مواصلات نے انسان کو ہر لحاظ سے بہت قریب کر دیا ہے۔ مذہب کے بارے میں انسان کی حساسیت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ برقی مواصلات کی ترقی کی وجہ سے دنیا کے کسی گوشے میں رونما ہونے والا واقعہ مختصر لمحات میں برقی ذرائع ابلاغ کی شہ سرنخی بن جاتا ہے۔ حق و باطل کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک رہے گی۔ عقائد و نظریات کی بنا پر دنیا میں مختلف مذاہب موجود ہیں الہامی اور غیر الہامی کی تقسیم کے علاوہ خود الہامی مذاہب میں اختلاف موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی اختلاف کو ہوا دینے کی بجائے باہمی اتفاق کی شمع روشن کی جائے تاکہ ہر کوئی اپنے اپنے مذہب کے دائرہ کار کے مطابق زندگی گزار سکے۔ جیو اور جینے دو کے فلسفہ کو سماجی طور پر فروغ دینے کے لئے ہونے والی کوششوں کو ”مکالمہ بین المذاہب“ یا ”مفاہمت بین المذاہب“ کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں مفاہمت بین المذاہب کے حوالہ سے مولانا محمد تقی امینی کے منہج کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

### مفاہمت بین المذاہب کی حقیقت

تمہید میں یہ وضاحت گزر چکی کہ مذاہب میں اختلاف موجود ہے۔ اس اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کا یہ دعویٰ کہ صرف ان کا مذہب درست بقیہ سب غلط ہیں۔ اور دوسری طرف خود مذاہب کی موجودہ شکل کے درمیان ”بعد المشرقین“ کا اختلاف، کہ ایک کو ماننے کے بعد قطعی طور پر دوسرے کا انکار لازم آئے۔ مولانا امینی کے مطابق سیاسی انداز سے قطع نظر مفاہمت بین المذاہب کا کھلا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ مذاہب کے معاملہ میں ہر گروہ اپنا موقف چھوڑ کر ایک نیا موقف قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ دو اور دول کر چار کی بجائے ساڑھے تین پاساڑھے چار پر سمجھوتہ کر لیا جائے۔ اس قسم کی مفاہمت چونکہ مذہبی خود کشی کے مترادف ہے۔ اس بنا پر کسی مذہب کا ماننے والا کبھی اس کے لئے تیار نہیں ہوتا۔<sup>1</sup> یہی وجہ ہے کہ اسلام سے قبل مختلف مذاہب، مثلاً بت پرستی، یہودیت، عیسائیت، مجوسیت وغیرہ موجود تھے لیکن ان کے درمیان مفاہمت کی قطعاً گنجائش موجود نہ تھی۔ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے کے مذہب کو اختیار کرنا بالفاظ دیگر اپنے مذہب کو باطل قرار دے کر دوسرے کے مذہب کو حق سمجھنا یہ بات خلاف قیاس ہے۔ ”مفاہمت بین المذاہب“ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مذہبی دائرہ کار میں زندگی گزارنی جائے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے کے مذہب کو چھیڑ کر نہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ ”جیو اور جینے دو“ کا اصول مفاہمت بین المذاہب کی بنیاد بن سکتا ہے۔

### مفاہمت بین المذاہب کے حوالے سے مولانا محمد تقی امینی کا منہج

مولانا امینی نے قرآن کی روشنی میں مختلف عنوانات کے تحت آیات کا ذکر فرمایا ہے حدیث اور فقہائے عظام کی عبارات سے مسئلے کی ہر رخ سے وضاحت فرمائی ہے۔ اسی ترتیب سے دلائل کا ذکر کیا جائے گا۔ مولانا امینی کے نزدیک قرآن حکیم سب سے پہلی کتاب ہے جس نے ”مفاہمت بین المذاہب“ کی بنیاد رکھی اور اس راہ کی مشکلات کو درج ذیل طریقوں سے حل<sup>2</sup>

### قرآن سے اثبات

قرآن نے اعلان کیا کہ مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں لَّا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ<sup>3</sup> ایک اور جگہ ارشاد ہے: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَّ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اِخْتَلَفُوا فِيهِ<sup>4</sup> (لوگ ایک امت (دین پر) تھے پھر اللہ نے یکے بعد دیگرے نبیوں کو بھیجا جو (نیک عمل کے نتائج کی) بشارت دینے والے اور (بد عملی کے نتائج سے) ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ اللہ نے سچی کتاب اتاری تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف



فرماتے ہیں۔ ۱۷۱ھ میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ حکومت میں مصر کے گورنر موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔ انہوں نے منہدم شدہ گرجوں کی حکومت کی جانب سے تعمیر کرانے کے متعلق علما سے فتویٰ طلب کیا اس وقت علما کے سرکردہ “لیث بن سعد” اور عبد اللہ بن لہید سے ”تھے۔ ان حضرات نے گرجوں کے تعمیر کرانے کا اعلانیہ فتویٰ دیا اور جواز میں نہایت دور رس دلیل پیش کی<sup>13 14</sup>۔

#### مفاہمت بین المذاہب اور موجودہ حالات

کیا موجودہ مورخ، انسانی تاریخ میں اس کی مثال پیش کر سکتا ہے کہ فاتح اقوام نے مفتوح و مغلوب اقوام کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا ہو۔ ہرگز نہیں ہمسایہ ملک ہندوستان میں مفروضوں کی بنیاد پر اسلامی عبادتیں گاہوں کو منہدم کیا جا رہا ہے اور ہندوستان کی سیکولر حکومت درپردہ اس میں ملوث ہے۔ “بابری مسجد” کی شہادت اس کا بین ثبوت ہے۔ موجودہ دنوں میں تاریخی مساجد کے حوالے سے دوبارہ مہم شروع کی گئی ہے کہ یہ مساجد مندروں کے اوپر بنائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اذان کے الفاظ کو ہندی میں تبدیل کرنا، مسلمانوں کے پرسنل لاکے حوالے سے خلاق غلام اور دیگر مسائل میں حکومتی دخل اندازی، لاوڈ سپیکر پر اذان کے حوالے سے بعض شوبز کی شخصیات کا ذاتی آرام میں خلل کے حوالے سے تنقید، گائے کے گوشت کے شہہ میں مسلمانوں کا جھومی قتل، آئے دن مسلمانوں کی املاک، جائیداد اور کاروباری املاک کو ہندو مذہبی تہواروں کے موقع پر نذر آتش کرنا اور آسام کے علاقے میں اسلامی مدارس پر حکومتی پابندی مفاہمت بین المذاہب میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ حالانکہ<sup>15</sup> مغل دور حکومت میں بعض مسلم علما کی طرف عید الاضحیٰ کے موقع پر گائے کی قربانی پر حکومتی پابندی جیسی تجاویز کا تاریخی طور ثبوت موجود ہے۔ ذیل میں ان اعتراضات کا تحلیل جابزہ پیش کیا جاتا ہے جو غیر مسلموں کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں اور مفاہمت بین المذاہب کے حوالے سے بڑی رکاوٹ سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) جلاوطنی: مسلمان حکمرانوں پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے غیر مسلموں کو ان کے علاقوں سے جلاوطن کیا۔ جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ ذیل میں ان شکوک و شبہات کے ازالہ کی کوشش کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اخرجوا یہود اہل حجاز و اہل نجران من جزیرۃ العرب۔ (یہودیوں کو حجاز سے نکالا اور نجرانیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو)۔ مولانا امینی کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی زندگی ہی میں معاہدے کی خلاف ورزی اور خفیہ سازشیں شروع کر دی تھیں۔ جس سے نقص امن کا قوی اندیشہ تھا<sup>16</sup> امام ابو عبیدہ کی درج ذیل عبارت سے مولانا امینی کے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے: قال ذالک صلی اللہ علیہ وسلم لکنک کان منہم اول امر احد ثوہ بعد الصلح وذلک بین فی کتابہ کتبہ عمر اجلائے ایامہ منہما۔<sup>17</sup> رسول اللہ ﷺ نے ان کو نکالنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان لوگوں نے عہد شکنی کی تھی یا صلح کے بعد اور کوئی نئی بات ان کی طرف پائی گئی تھی یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خط سے ظاہر ہے جو انہوں نے جلاوطن کرنے سے پہلے ان کو لکھا۔ حضرت عمر نے عراق و شام کے گورنروں کو حکم نامہ بھیجا جس کی دفعات یہ ہیں۔

- ۱۔ جس علاقہ میں بھی اہل نجران آباد ہوں انہیں فرخندگی کے ساتھ زمین دی جائیں۔
- ۲۔ مسلمان ان کی جان و مال کی پوری حفاظت کریں۔
- ۳۔ اگر ان پر کوئی ظلم کرے تو مسلمان آگے بڑھ کر اس کی مدافعت کریں۔
- ۴۔ ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔
- ۵۔ سرکاری ٹیکس سے انہیں دو سال معافی دی جائے<sup>18</sup>

اس حوالے سے امام عبیدؒ فرماتے ہیں: فلما اجلاهم عمر بعث معهم من اقام لهم حظهم من الارض والنخل فاواه اليهم۔<sup>19</sup> جب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منتقل کیا تو واقف کار شخص کو بھیج کر ان کی زمینوں اور باغات کی قیمت لگائی اور رقم ان کے حوالے کی۔ مولانا امینی کی تجزیاتی رائے کے مطابق فدک والوں کی کھلی سازش اور خلاف ورزی کی تصدیق کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منتقل کرنا چاہا تو پہلے زمین و جائیداد کی مناسب قیمت لگا کر رقم ان کے حوالے کی اور پھر چلے جانے کا حکم دیا۔<sup>20</sup> درج بالا بحث سے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے کہ خلاف ورزی ابتداءً ان غیر مسلموں نے کی تھی اس کے باوجود بھی ان کے جان و مال کے ساتھ ساتھ عزت و آبرو کی حفاظت یقینی بنائی گئی۔ ان کو ناصرف نجران اور فدک کی زمینوں کا معاوضہ دیا گیا بلکہ نئی زمینیں بھی آباد کاری کے لیے فراہم کی گئیں۔ کیا موجود دور میں اس کی مثال ممکن ہے؟

(۲) مرتد کی سزا: اسلام پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا کفر و شرک اور اختلاف مذہب کی بنا پر تھی۔ یہ سزا ظلم و زیادتی اور بغاوت کی بنا پر ہے۔ بلاشبہ اسلام میں کفر اور مذہب کی تبدیلی بڑا گناہ ہے لیکن یہ معاملہ اللہ اور بندوں کے درمیان ہے۔ حکومت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حکومت صرف بغاوت کی سزا دے سکتی ہے۔ جس میں مسلم و غیر مسلم کی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ جس کی طرف سے بغاوت پائی جائے گی اس کے خلاف کارروائی ضروری ہوگی۔<sup>21</sup> مولانا امینی کے مطابق جب دین میں جبر و زبردستی نہ ہونے کا اصول مسلم ہے تو تبدیلی مذہب کی بنا پر مرتد کو سزا دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا<sup>22</sup> حقیقت یہ ہے کہ مرتد کی سزا کا تعلق مذہب سے نہیں ہے بلکہ بغاوت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہے۔ دنیا کا کوئی قانون بھی بغاوت جیسے جرم کو معاف نہیں کرتا۔ لہذا جلا وطنی اور ارتداد کی سزائیں، جیسے الزامات بے وزن ہیں۔

(۳) جزیہ کا نفاذ: اسلام پر تیسرا اعتراض یہ ہے کہ غیر مسلموں سے جزیہ وصولی کا تصور جب تک موجود ہے مابھی مفاہمت کا تصور ممکن نہیں۔ اس حوالے سے یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ جزیہ نانو مسلمانوں نے متعارف کرایا اور نہ اس کا مقصد غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ”جزیہ“ کس بنیاد پر لیا جاتا تھا؟ تو اس حوالہ سے علامہ ابن قیمؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”زاد المعاد“ میں اس معاہدہ کو ذکر فرماتے ہیں کہ جو آپ ﷺ نے اہل نجران سے کیا تھا۔ اس میں جزیہ لینے کی بنیاد کا ذکر ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: ولنجران وحسبها جوار الله وذمة رسول الله على انفسهم وملتهم، ارضهم، واموالهم، وغائبهم، وشاهدمهم، وعشيرتهم وتبعهم وان لا يغيروا مماكانوا عليه ولا يغير حق من حقوقهم وملتهم۔<sup>23</sup> اور اہل نجران کے لیے اللہ کا پڑوسی ہونا کافی ہے۔ اور محمد ﷺ کے ذمہ ان کی جانیں، ملت اموال، زمینیں، موجود و غیر موجود قبیلے اور تابع قبائل، اور یہ کہ کوئی دوسرا ان پر غارت گری نہ کرے گا اور نہ کوئی ان کے حقوق یا ان کی ملت کے حقوق پامال و رسوا کرے گا۔ اتنی چیزوں کی حفاظت یعنی ہر متعلقہ چیز کی ناصرف مسلمان خود حفاظت کریں گے بلکہ دوسروں سے بھی حفاظت یقینی بنائیں گے۔ اہل کتاب اور دیگر غیر مسلم ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ لیکن اتنی ذمہ داریوں کے باوجود ان کے کئی افراد کو استثنا حاصل ہے۔ مثلاً حضرت عمر کے فرمان کے مطابق ولا جزية على شيخ فان ولا زمن ولا اعى، ولا مريض ولا يرحى برؤه بل قد تبس من صحته وان كادوا موسرين لم يكن عليهم جزية كالنساء والصبيان۔<sup>24</sup> (جزیہ نہیں لیا جائے گا، شیخ فانی، مصیبت زدہ، اندھا، بیمار، نہ صحت یاب ہونے والے مریض سے، اگرچہ یہ دولت مند ہوں اس طرح نہ عورتوں سے اور نہ بچوں سے)۔ اسی طرح جو لوگ فوج میں شریک ہو کر حفاظت میں مدد کرتے تھے ان کے حوالے سے حکم تھا: ويرفعوا عنهم الجزاء۔<sup>25</sup> (ان سے جزیہ ہٹا دیا جائے)۔ جزیہ کے حوالے سے مولانا امینی کی تجزیاتی رائے یہ ہے کہ جزیہ دراصل جان و مال کی حفاظت کا معاوضہ تھا۔ کوئی مذہب ہی نہیں تھا۔ اس زمانہ میں جان و مال کی حفاظت کے لیے مقامی طور پر مستقل فوج رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ جس کے

اخراجات کے لیے جزیہ نام کا ٹیکس وصول کرنے کا دستور قدیم زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ اسلام نے بھی اس دستور کو حالات کی مناسبت سے برقرار رکھا<sup>26</sup>۔

جزیہ کی واپسی۔ اگر کسی وجہ سے مسلمان ان غیر مسلموں کی حفاظت نہ کر سکیں تو تاریخی طور پر کوئی واقعہ موجود ہے کہ مسلمانوں نے وصول کیا ہوا ”جزیہ“ واپس کر دیا ہو؟ رومیوں کے ساتھ دور فاروقی میں جو معرکے ہوئے تھے ایک موقعہ ایسا آیا کہ بادشاہ روم کی طرف سے ایک بڑے حملے کا خطرہ تھا تو مسلمانوں میں یہ مشورہ ہوا کہ کیا کیا جائے۔ حضرت ابو عبیدہؓ مسلمانوں کے جرنیل تھے ان کی رائے یہ تھی کہ شہر والوں کو شہر سے نکال دیا جائے تو اس کے جواب میں دیگر صحابہ کرامؓ کے الفاظ یہ تھے: ”اے ابو عبیدہؓ کیا حق ہے تم کو کسی کے نکلنے کا اور شہر بدر کا، اگر تم کو دوسرے لوگوں سے اندیشہ ہے (شہر والے اور رومی بادشاہ ہم مذہب تھے اس لئے حضرت ابو عبیدہؓ کو ان سے غداری کا اندیشہ تھا) تو بجائے اس کے کہ ہم ان کو نکالیں خود ہم کو شہر چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ کہہ کر یہودیوں اور عیسائیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ہم نے تم سے جزیہ لیا تھا کہ چوروں، اچکوں اور دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریں گے۔ اب ہم یہاں سے جاتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ جو خراج تم نے دیا تھا وہ اپنے پاس رکھیں۔ لہذا اس کو ہم سے واپس لے لو۔ جس وقت حضرت ابو عبیدہؓ جزیہ کی رقم واپس دینے لگے تو ان کو سخت حیرت ہوئی اور کہنے لگے کہ آج اگر مسلمانوں کی جگہ دوسرے آدمی ہوتے کبھی ایسا نہ کرتے۔ بہت سی دعائیں دیں اور کہا کہ خدا تم کو پھر واپس لائے“<sup>27</sup> اس واقعہ کے حوالہ سے قاضی ابو یوسف ”کتاب الخراج“ میں فرماتے ہیں: انکم اشرطتم علینا ان کمنکم وانا لانقدر علی ذالک وقد ردونا علیکم ما اخذنا منکم ونحن لکم علی الشرط۔<sup>28</sup> (ہم اس شرط کو پورا کریں گے جس کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہے اب ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اس لئے جو کچھ وصول کیا تھا وہ واپس لے لو اور ہم بدستور شرط کے پابند ہیں)۔ اس سے بڑی خیر خواہی اور بے تعصبی کی مثال انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ مفتوح اقوام کہ جو اپنے عقیدے اور مذہب کی مخالف ہے ان کو ان کے ہم مذہب لوگوں سے بچانے کے لیے جو ”جزیہ“ مسلمانوں نے لیا تھا وہ واپس کر دیا۔

### تاریخ انسانی کا ناقابل فراموش واقعہ

انسان کے کردار کی سب سے بڑی گواہی وہ ہوتی ہے کہ جو اس کا دشمن دے۔ اس واقعہ کو سر جان بوگاٹ گلب نے کہ جو ۱۶ اپریل ۱۹۸۷ء کو برطانیہ کے شہر پریسٹن لنگاشائر کاؤنٹی میں پیدا ہوا۔ اردن میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۶ء تک کمانڈر رہے۔ اور ان کو فاتح اردن بھی کہا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے حوالہ سے مفید کتابیں تحریر کیں۔ ۱۷ مارچ ۱۹۸۷ء کو فوت ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں لکھی جانے والی اپنی مشہور کتاب ”The Life and Times of Mohammed“ میں جزیہ کی واپسی کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ تاریخی الفاظ لکھے ہیں:

”I cannot remember any other occasion in History when a government returned taxes already collected on the ground that it had failed in its obligation“.<sup>29</sup>

(مجھے یاد نہیں پڑتا کہ تاریخ کے کسی موقع پر کسی حکومت نے جو ٹیکس پہلے ہی وصول کر چکی ہو اس بنیاد پر واپس کر دیا کہ وہ (حکومت) اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام ہو گئی ہے)۔

”مفاہمت بین المذاہب“ کے حوالے سے اسلام کے عروج کے دور میں جو قابل قدر کاوشیں ہوئیں ان کی مختصر تفصیل اس مقالہ میں بیان کی گئی ہے۔ وہ نہ تو سیاسی مقاصد کے لیے کسی کے مذہب کو بدلنے کی کوشش کی گئی، نہ وہ کوئی فرقہ وارانہ سازش تھی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ”جیو اور جینے دو“ کے اصول کے مطابق ہر فرد جو اسلامی ریاست کا باشندہ تھا بلا تفریق مسلم اور غیر

مسلم خواہ اہل کتاب ہو یا غیر اہل کتاب اس کے جان و مال، عزت و آبرو، مذہب و ثقافت اور ہمہ قسم کی آزادی کو ناصرف تسلیم کیا گیا بلکہ عملی طور پر اس کو برقرار بھی رکھا گیا۔ مفاہمت بین المذاہب اور اسلامو فوبیا۔ اسلامو فوبیا کے حوالے سے مفاہمت بین المذاہب کی اہمیت موجودہ حالات میں دوچند ہو جاتی ہے۔ اسلام کے مسلمہ عقائد بے پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام کے حوالے سے شروع ہونے والی توہین آمیز مہم جس کا آغاز ناروے، فرانس اور دیگر یورپی ممالک سے ہوا، اس کے اثرات موجودہ بھارت تک پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ بھارتی جتنا پارٹی کے ترجمان اور دیگر افراد کی طرف سے حالیہ دنوں میں پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام کی توہین پر بھارت کے حلیف خلیجی ممالک، او آئی سی اور پاکستان کی طرف سے شدید رد عمل مفاہمت بین المذاہب کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ہند تو اور کسی بھی مذہب کی اجارہ داری ناصرف مذہبی، بلکہ معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کو جنم دے گی جس کے اثرات ناصرف مقامی بلکہ بین الاقوامی سطح پر محسوس کئے جائیں گے جیسا کہ ماضی قریب میں ناروے، ڈنمارک، حالین اور فرانس کے حوالے سے امت مسلمہ اور غیر جانبدار اقوام کی طرف سے معاشی اور سیاسی بائیکاٹ کی صورت میں نظر آیا۔ لہذا "جیو اور جینے دو" کے متفقہ اور مسلمہ اصول پر عمل کرنے کی شدید ترین ضرورت ہے۔ قابل ذکر حقائق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ "مفاہمت بین المذاہب" کی وہ شکلیں اور تدبیریں کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے حقیقی معنوں میں مفاہمت ہو سکتی ہے وہ صرف اسلام نے پیش کی ہیں۔ آج بھی وہ کاوشیں اور تدبیریں قابل عمل ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ بالغ نظری اور ہر قسم کی بے تعصبی کا مظاہرہ کیا جائے۔

### خلاصہ بحث

دنیا کا نظام باہمی بقا اور تعاون کے اصولوں پر رواں دواں ہے۔ بقائے باہمی اور ضروریات زندگی کی فراہمی کا سارا دار و مدار اپنے اپنے فرائض کو درست طریقے سے پورا کرنے میں ہے۔ اختلاف اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ جانداروں میں اختلاف ایک فطری عنصر ہے۔ انسان جو اس کائنات کا کل پرزہ ہے وہ بھی اس فطری جذبے سے مبرا نہیں ہے۔ مذہب کسی بھی انسان کی زندگی گزارنے کا نصاب ہے۔ مذہب کے بارے میں انسان کی حساسیت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جیو اور جینے دو کے فلسفہ کو سماجی طور پر فروغ دینے کے لئے ہونے والی کوششوں کو "مکالمہ بین المذاہب" یا "مفاہمت بین المذاہب" کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔ مفاہمت بین المذاہب "کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے اپنے مذہبی دائرہ کار میں زندگی گزارا جائے۔ اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مذہب کو چھیڑو نہیں۔ مولانا تقی امینی کے نزدیک قرآن حکیم سب سے پہلی کتاب ہے جس نے مفاہمت بین المذاہب کی بنیاد رکھی اور اس راہ کی مشکلات کو حل کیا۔ ہر قابل ذکر مذہب کی "اصل" کو تسلیم کیا۔ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم میں وحدت تسلیم کی۔ بنیادی تعلیم پر زیادہ زور صرف کیا۔ بنیادی تعلیم کی دعوت کے ساتھ مذہب کی مختلف شکلوں میں رواداری برتنے کا حکم دیا۔ مذہب سے متعلقہ ہر چیز کی حفاظت کی۔ ہر مذہب کے پرسنل لا اور کلچر کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ ہر ایک کو مذہبی تبلیغ کو پوری آزادی دی۔ اصل دین ایک ہے۔ جن پر تمام انبیاء متفق ہیں۔ شرائع اور منہاج میں اختلاف ہے۔ فروعی اختلاف میں "مفاہمت بین المذاہب" میں بنیادی تصور "اتفاقات" سے گفتگو کا آغاز کیا۔ اگر اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں منہدم ہو جائیں تو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اس کو از سر نو تعمیر کر لے۔ مولانا تقی امینی فرماتے ہیں کہ ہر مذہب کو اپنی جگہ برقرار رکھ کر "مفاہمت بین المذاہب" کی جو راہ نکالی وہ موجودہ دور کی سیاسی راہ (وحدت ادیان) سے کہیں بلند اور قابل عمل ہے۔ اسلامی فتوحات کے دوران جن لوگوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ان کو جلاوطن کیا گیا خلاف ورزی کی ابتدا غیر مسلموں نے کی تھی اس کے باوجود بھی ان کے جان و مال کے ساتھ عزت و آبرو کی حفاظت یقینی بنائی گئی۔ مرتد کی سزا مولانا تقی امینی کے نزدیک ظلم و زیادتی اور بغاوت کی بنا پر ہے۔ جزیہ نہ تو مسلمانوں نے متعارف کروایا اور نہ اس کا مقصد غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا تھا۔ مولانا تقی امینی کے نزدیک جزیہ دراصل جان و مال کی حفاظت کا معاوضہ تھا۔ کوئی مذہبی ٹیکس نہ تھا اور اس کا

دستور زمانہ قدیم سے چلا آ رہا تھا۔ مولانا تقی امینی کے نزدیک موجودہ دور میں ”وحدت ادیان“ کے نام سے مفاہمت کی جو شکل نکالی گئی ہے وہ دراصل مذہب کے خلاف زبردست سازش اور چال ہے۔ مذہبی لحاظ سے اس کو قبول کرنا خود مذہب کے ”دیوالیہ“ ہونے کا اعلان ہے۔ اسلام اس کی موجودہ شکل کو ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔<sup>30</sup>

#### Reference

- <sup>1</sup> Muhammad Taqi Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail (Karachi: Qadeemi kutub Khana), 327.
- <sup>2</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 328.
- <sup>3</sup> Al-Baqarah, 02:256.
- <sup>4</sup> Al-Baqarah, 02:213.
- <sup>5</sup> Al-i-Imran, 03:64.
- <sup>6</sup> Al-An'aam, 06:108.
- <sup>7</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 332.
- <sup>8</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 332.
- <sup>9</sup> Suleiman Ibn Ashes, Al- Sajistani, Sunny-e- Abi Dawud (Beirut: Dar ul Fikr Wanshr Littabaeh), Hadith no 1508.
- <sup>10</sup> Abi Ubaid Qasim Bin Salam, Kitab al-Amwal (Misr: Dar al-Huda Al-Nabvi, 2007), 01:307.
- <sup>11</sup> Yaqoub Bin Abraham, Qaze Abi Yusuf, Kiab al-Kharaj (Beirut: Dar ul Marifa Littaba 1929), 143.
- <sup>12</sup> Qaze Abi Yusuf, Kitab al-Kharaj, 72.
- <sup>13</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 335.
- <sup>14</sup> Ahmed Abn Ali Al-Maqrizi, Kitab al-Mwaez Walitibar (Beirut: Dar al-Kutb al-ilmiiyah), 04:439.
- <sup>15</sup> Ahmed Ibn Hanbal, Musnad Ahmed Ibn-e-Hanbal (Beruit: Mussasas al-Risalah Littabaeh Wanshr Watuzeeh), 03:1691.
- <sup>16</sup> Amine, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 338.
- <sup>17</sup> Qasim Bin Salam' Abi Ubaid 'Kitab ul Amwal,, 01:188.
- <sup>18</sup> Qazee Abi Yusuf, Kitab al-Kharaj, 73.
- <sup>19</sup> Qasim Bin Salam, Ki tab al-Amwal,, 01:44.
- <sup>20</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 340.
- <sup>21</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 341-342.
- <sup>22</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 342.
- <sup>23</sup> Shams ul din, Imam Ibn-e- Qayyim, Zad ul Maad Fi Hidey Khair al-Ebad (Beruit: Mussasa al-Risalah Littabeh Wanshr Watuzeeh), 03:555.
- <sup>24</sup> Imam,, Ibn-e- Qayyim, Ahkam al-Ahli Zimmah (Al-damam: Ramdee 'Anshar AlSaudiyyeh 1997), 01:161.
- <sup>25</sup> Muhammad Ibn-e-Jarir Al-Tabri, Tarikih al-Umum wal Muluk (Bait al-fakr al-Duliyah), 651.
- <sup>26</sup> Amini, Islam Auer Jaded dour kay Masail, 340.
- <sup>27</sup> Molina Shibli Nominee, Khutbat e Shibli (Pakitan: National Book Foundation 1989), 73.
- <sup>28</sup> Qazi Abi Yusuf Ki tab ul Khiraj, 139.
- <sup>29</sup> John Begat, Glob, The Life and Times of Mohammed (PBUH), (New York: Stein and Day Publishers, 1970), Chapter XX, The Expansion of Islam as a religion, 387